مسئلہ ولی عہدی۔ امیر یزید رحمتہ اللہ علیہ

مولانا محمد ادریس ہاشمی

جب بھی کبھی حادثہ کربلا پر گفتگو سننے یا پڑھنے کا موقع ملا اس سلسلہ میں اہل تشیع کی طرف سے ہمیشہ یہ کہا گیا کہ خلیفہ راشد سیدنا امیر المومنین امیر معاویہؓ نے اپنے بیٹے کو نامزد کر کے خلافت کو بادشاہت میں بدل دیا۔ سیدنا حسینؓ بن علیؓ نے اسلام کی گاڑی کو پھر بادشاہت کی لائن سے بدل کر خلافت کی لائن پر لانے کی کوشش میں اپنی جان دے دی۔

بدقسمتی سے اہل سنت (بمقابلہ اہل حدیث، دیو بندی، بریلوی) نے بھی اس معاملہ میں یہی موقف اپنا لیا۔ **الا ماشاء اللہ**۔ جو کہ قطعاً درست نہیں ہے امیر معاویہؓ نے اپنی زندگی میں اپنے بیٹے امیر یزیدؒ کو خلافت کے لئے جو نامزد فرمایا۔ اس کے تین پہلو ہیں۔

۱۔ کیا اسلام میں نامزدگی جائز ہے؟

۲۔ کیا باپ کے بعد بیٹے کا خلافت پر آنا خلاف اسلام ہے؟

۳۔ کیا امیر یزیدؒ نیک اور صالح اور لائق فرزند نہیں تھے؟

اسلام میں نامزدگی جائز ہے

واضح رہے کوئی بھی نظام حکومت کفر و اسلام کا معیار نہیں۔ حالات و ظروف کے تحت فیصلہ ہو گا۔ نہ جمہوریت کفر ہے نہ تعیین) ادارہ

خلافت اول :۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت بروز پیر ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ کی صبح کو کچھ سنبھل گئی اور صحابہ کرامؓ کو گمان ہوا کہ آپ تندرست ہیں۔ چنانچہ دوسرے صحابہؓ کی طرح حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی اپنے مکان پر تشریف لے گئے۔ جو نواح مدینہ میں مقام سخ میں واقع تھا۔ سرور کائنات کا انتقال اسی دن یعنی ۱۲ ربیع الاول بروز پیر دن بارہ بجے کے قریب حجرہ مبارکہ صدیقہ کائنات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں ہوا۔ سیدنا صدیقؓ اکبر کو جب اطلاع ہوئی تو آپ گھوڑے پر سوار ہو کر واپس آئے۔ نص کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

"حضرت ابو سلمہؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے بیان فرمایا کہ (رسول اللہ کے انتقال کے بعد) ابو بکرؓ اپنے گھوڑے پر مقام سخ سے آئے۔ یہاں تک کہ گھوڑے سے اترے پس مسجد میں داخل ہو گئے۔ انہوں نے لوگوں سے کوئی بات نہ کی یہاں تک کہ سیدہ عائشہؓ کے پاس پہنچے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قصد کیا۔ آپ کو حبرہ سے آئی ہوئی چادر اوڑھا دی گئی۔ ابو بکرؓ نے حضور کے چہرے سے چادر ہٹائی۔ پھر آپؐ پر جھکے اور آپ

کے چہرے کو بوسہ دیا۔ پھر رو دیئے اور فرمایا۔ اے اللہ کے نبیؐ آپ پر میرا باپ فدا ہو۔ اللہ آپ پر دو موتیں جمع نہ کرے گا۔ وہ موت جو آپ کے لئے مقدر تھی وہ آچکی ہے۔

ابو سلمہؓ بیان کرتے ہیں مجھے عبداللہ بن عباسؓ نے خبر دی کہ ابو بکرؓ باہر نکلے اور عمرؓ لوگوں سے گفتگو کر رہے تھے۔ ابو بکرؓ نے ان سے کہا بیٹھ جاؤ۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ ابو بکرؓ نے ان سے کہا بیٹھ جاؤ۔ انہون نے انکار کر دیا۔ چنانچہ ابو بکرؓ نے تشہد پڑھا۔ لوگ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور عمرؓ کو چھوڑ دیا۔ ابو بکرؓ نے کہا۔ اما بعد تم میں سے جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے ہیں اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا۔ تو اللہ زندہ ہے۔ اسے موت نہیں آئے گی اور پھر قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی۔ **وما محمد الا رسول ـــ الی شاکرین** آل عمران

بخاری شریف پ ۵ کتاب الجنائز باب الدخول

علی المیت بعد الموت

اجتماع سقیفہ بنو مساعدہ :۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس معاملہ سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ کسی نے مسجد نبویؐ کے باہر سے ابو بکرؓ و عمرؓ کو آواز دے کر سقیفہ میں انصار کے جمع ہونے اور ان کے امر خلافت کے بارے میں گفتگو کرنے کے بارے میں اطلاع دی عربی عبارت کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

"حضرت عمرؓ کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خانہ مبارک میں بیٹھے تھے۔ کہ اچانک دیوار کے دوسری طرف سے کسی نے آواز دی۔ اے ابن خطاب زرا باہر آؤ۔ میں نے کہا چلو ہٹو۔ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بندوبست میں مصروف ہیں۔ پس اس نے کہا ایک نئی بات رونما ہو گئی ہے۔ بے شک انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں اکٹھے ہوئے ہیں۔ پس جلدی ان کے پاس پہنچو ایسا نہ ہو کہ انصار کچھ باتیں ایسی کر اٹھیں جس سے لڑائی شروع ہو جائے میں نے ابو بکر سے کہا چلو۔

چنانچہ ابو بکرؓ و عمرؓ سقیفہ بنو ساعدہ میں پہنچے۔ وہاں انصار جمع تھے۔ ان کے ساتھ مسئلہ خلافت پر گفتگو کی۔ بالآخر حضرت ابو بکر صدیقؓ کی بیعت خلافت ہو گئی۔ اس وقت مہاجرین میں سے اجتماع میں ۵ یا ۶ صحابہؓ تھے انصار کی تعداد پوری نہ تھی۔ اور نہ بنی ہاشم میں سے کوئی اجتماع میں موجود تھا۔ اگلے دن صدیق اکبرؓ نے مسجد نبویؐ میں اپنے خطبہ میں دوبارہ عوام الناس سے فرمایا کہ وہ اگر چاہیں تو کسی اور بہتر شخص کو خلافت پر مامور کر دیں۔ میں اسے چھوڑنے پر تیار ہوں۔ مگر کوئی بھی اس معاملہ میں آپ دستبرداری پر آمادہ نہ ہوا۔

اجتماع بیت فاطمہؓ :- سقیفہ بنو ساعدہ کے علاوہ سیدنا علیؓ اور سیدنا زبیرؓ حضرت علیؓ کے گھر میں جمع تھے۔ اور خلافت کو بنو ہاشم میں لانے کے معاملہ پر غور کر رہے تھے۔ ملاحظہ ہو۔

کان من خبرنا حین توفی اللہ نبیہ ان الانصار قد خالفونا۔ واجتمعوا باسرھم۔ وخالف عنا علی والزبیر ومن معھما واجتمع المھاجرون الی ابی بکر

ترجمہ:- جس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو فوت کیا۔ اس وقت ہماری حالت یہ تھی کہ انصاریوںؓ نے ہماری مخالفت کی اور اپنے بڑوں کے ساتھ جمع ہوئے۔ اور حضرت علیؓ و زبیرؓ اور ان کے ساتھیوں نے بھی مخالفت کی اور مہاجرین ابو بکرؓ کے پاس جمع ہوئے۔ بخاری شریف پ ۲۸ کتاب الحدود

دوسرے مقام پر یہ معاملہ اور صاف ہو گیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

وان علیا والزبیر ومن کان معھما تخلفوا فی بیت فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ :- اور بے شک حضرت علیؓ اور زبیرؓ اور جو ان کے ہم خیال تھے وہ حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں جمع ہوئے۔ فتح الباری بحوالہ الفاروق ص ۱۱۶ شبلی نعمانی

طبری رقم طراز ہے

وتخلف علی والزبیر واخترط الزبیر سیفہ وقال لا اغمدہ حتی یبایع علی

ترجمہ :- اور حضرت علیؓ اور زبیرؓ الگ ہو گئے۔ اور زبیرؓ نے تلوار میان سے نکال کر فرمایا کہ جب تک علیؓ کی بیعت خلافت نہ کی جائے گی میں تلوار میان میں نہ ڈالوں گا۔

طبری ج ۳ ص ۱۹۹

اب تک گفتگو سے دو باتیں سامنے آئیں کہ سیدنا صدیق اکبرؓ کی خلافت کے انعقاد کے وقت صرف دارالحکومت مدینہ منورہ کے لوگوں نے بیعت کی اور وہ بھی نامکمل طور پر کی۔ جس کی تائید اگلے دن چند ایک صحابہ کو چھوڑ کر سارے اہل مدینہ نے کی۔ اور اس کی اطلاع باقی صوبوں کو دے کر وہاں کے لوگوں سے بیعت اطاعت لی گئی۔

دوسری بات یہ ہے کہ رسول اللہ کی وفات کے بعد دو اجتماع مدینہ منورہ میں منعقد ہوئے۔ ایک سقیفہ بنو ساعدہ میں اور دوسرا بیت فاطمہ میں کچھ لوگ پہلے اجتماع کو بنیاد بنا کر ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ اور دیگر صحابہ پر زبان طعن دراز کرتے ہیں کہ وہ رسول اکرمؐ کی میت کو بے گور و کفن چھوڑ کر خلافت کے لئے لڑ رہے تھے۔ حالانکہ اصحاب ثلاثہ وہاں اچانک پہنچے تھے۔ ان لوگوں کو اجتماع بیت فاطمہ میں شریک لوگوں کے بارے میں بھی فتویٰ جاری کرنا چاہئے کہ یہاں بھی خلافت کا معاملہ زیر بحث ہے۔ اور رسول اکرم کی لاش بے گور و کفن پڑی ہے۔ اگر وہ لوگ دوسرے گروہ کو معاف کرتے ہیں تو انہیں پہلے اجتماع میں شریک لوگوں کو معاف کر دینا چاہئے کہ دونوں طرف ایک سا عمل ہے۔ اور یہ

بات خلاف عدل ہے کہ ایک ہی طرح کے "جرم" پر ایک فریق کو سزا دے دی جائے اور دوسرے کو بری کر دیا جائے۔

خلافت ثانی :۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت قریب آیا۔ تو آپ نے چیدہ چیدہ صحابہؓ کرام سے حضرت عمرؓ کے بارے میں رائے طلب کی۔ بعض نے مزاج کی سختی کے بارے میں ذکر کیا۔ مگر حضرت ابوبکرؓ نے اپنی رائے کو مقدم رکھتے ہوئے حضرت عمر کو اپنے بعد خلیفہ نامزد کر دیا۔ ملاحظہ ہو۔

وانی قد استخلفت علیکم عمر بن الخطاب ۔ فاسمعوا لہ واطیعوا فقالوا سمعنا واطعنا

ترجمہ :۔ اور میں نے تم پر عمر بن خطاب کو خلیفہ مقرر کیا ہے۔ ان کی بات کو سنو اور انکی اطاعت کرو۔ پس انہوں (صحابہؓ) نے کہا کہ ہم نے آپ کی بات کو سنا اور ہم نے اطاعت کی۔

ثم امرہ فخرج بالکتاب مختوما ومعہ عمر بن الخطاب واسید بن سعید قرظی فقال عثمان للناس اتبا یعون لمن فی ھذا لکتاب فقالوا نعم ۔ وقالوا بعضھم (قال ابن سعد علی القائل) وھو عمر۔ فاقروا بذالک جمیعا ورضوا وبایعوا۔

ترجمہ :۔ پھر (ابوبکرؓ) نے انہیں (عثمانؓ کو) مہر لگی وصیت کے ساتھ جانے کا حکم دیا۔ پس وہ حضرت ابو بکرؓ کے پاس مہر لگا ہوا خط لے کر نکلے اور ان کے ساتھ اسید بن سعید قرظی تھے۔ پس عثمانؓ نے لوگوں سے کہا تم اس آدمی کی بیعت خلافت کرو گے۔ جس کے لئے اس تحریر میں درج ہے۔ پس لوگوں نے کہا ہاں۔ اور بعض نے کہا (ابن سعد کہتے ہیں کہ کہنے والے علیؓ ہیں) وہ عمرؓ ہیں (جن کے بارے میں وصیت ہے) پس سب لوگوں نے اقرار کیا اور اس سے راضی و خوش ہو گئے اور بیعت کی۔

طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۱۴۲

جب ابو بکرؓ کا مرض شدت اختیار کر گیا۔ تو آپ کھڑکی میں سے لوگوں کے سامنے آئے۔ اور فرمایا اے لوگو میں نے ایک عہد لیا ہے کیا تم اس سے راضی ہو؟ پس لوگوں نے کہا خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک ہم راضی ہیں۔ پس علیؓ نے کہا۔ ہم حضرت عمر بن خطاب کی خلافت کے سوا کسی اور بات پر راضی نہ ہوں گے۔

اسد الغابہ فی معرفتہ الصحابہ ج ۴ ص ۷۰

اور اسی بیماری کے دوران اپنے بعد (ابو بکرؓ نے) حضرت عمرؓ کی خلافت کا عہد لیا۔ اور جس نے عہد لکھا وہ عثمانؓ بن عفان تھے۔ انہوں نے ہی وہ عہد نامہ لوگوں کو سنایا۔ پس انہوں نے اس پر عمل کرنے کا اقرار کیا۔ اور ان کی بات کو سنا اور ان کی اطاعت کی (عمرؓ کی)

البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۱۸

مذکورہ بالا حوالہ جات سے یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ اسلام میں نامزدگی بھی جائز ہے۔ اور موجودہ امیر و خلیفہ اپنے بعد خلافت کے لئے کسی کو اپنی زندگی میں نامزد کر سکتا ہے۔ اس پر اجماع صحابہؓ ہے۔ اگر نامزدگی ناجائز بدعت یا خلاف اسلام ہے۔ تو اس فعل کا ارتکاب سب سے پہلے سیدنا صدیقؓ اکبر نے کیا اور صحابہؓ نے اس کی تائید کی ہے۔ اس سلسلہ میں اہل سنت کو حضرت امیر معاویہؓ کو برا بھلا کہنے سے پہلے اپنا فتویٰ صدیق اکبر اور جملہ صحابہ جو اس وقت موجود تھے کے بارے میں صادر فرمانا چاہئے۔ شیعہ حضرات تو ویسے ہی صحابہ کرام پر زبان طعن دراز کرتے ہیں کیا نامزدگی کو مذموم مان کر اہل سنت بھی صحابہ کرام پر سب و شتم کے مرتکب نہیں ہوئے؟

امامت و خلافت ثالث

جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ایرانی مجوسی غلام ابو لولو فیروز نے خنجر مار کر زخمی کر دیا۔ (واضح رہے اس قاتل عمر کافر مجوسی کا مزار ایران کے شہر قم میں ہے۔ جہاں ہر سال عرس لگتا ہے اور اسے بابا شجاع کے نام سے یاد کیا جاتا ہے) اور آپ کے بچنے کی امید نہ رہی تو صحابہؓ نے عرض کیا اے امیر المومنین ہمیں اپنے بعد کسی دوسرے شخص کے بارے میں خلافت کے سلسلہ میں وصیت کر جایئے۔ ملاحظہ ہو۔

"لوگوں نے عرض کی اے امیر المومنین کسی کی خلافت کے بارے میں ہمیں وصیت فرما دیں کس کو خلیفہ مقرر کر دیں۔ آپ نے فرمایا میں ان لوگوں سے زیادہ کسی کو خلافت کا حق دار تصور نہیں کرتا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن سے حضورؐ وفات کے وقت تک راضی و خوش تھے۔ پس انہوں نے حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے نام لئے۔

بخاری شریف پ ۱۴ باب قصتہ البیعتہ والا تفاق علی عثمان

امام بخاریؒ کے اس بیان سے یہ بات واضح ہے کہ صحابہؓ کرام رضوان اللہ علیہم واجمعین نامزدگی کو خلاف اسلام نہیں سمجھتے تھے۔ اسی لئے انہوں نے حضرت عمرؓ کے آخری وقت میں ان سے نامزدگی کی درخواست کی اور حضرت عمرؓ نے انہیں اس سے منع نہیں فرمایا۔ کہ ایک خلیفہ اپنی زندگی میں دوسرے کو نامزد نہیں کر سکتا ہے۔ عوام الناس کی تو دینی لٹریچر تک پہنچ نہیں ہے۔ افسوس اور حیرت تو ان صاحبان علم پر ہے جو حدیث و تاریخ کی کتابیں پڑھتے ہیں اور پھر وہ نامزدگی کو ناجائز ٹھہراتے ہیں اور حضرت امیر معاویہؓ کو اس کا قصور وار ٹھہراتے ہیں۔

"جب عمرؓ کا آخری وقت آیا تو انہوں نے فرمایا اگر میں خلیفہ نامزد کر دوں تو یہ بھی سنت ہے۔ اور اگر نہ نامزد کروں تو یہ بھی سنت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو انہوں نے کسی

کو نامزد نہیں فرمایا۔ اور ابو بکرؓ فوت ہوئے تو انہوں نے اپنا جانشین مقرر کیا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں پس میں نے جان لیا کہ حضرت عمرؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے نہیں ہٹیں گے۔ پس اس طرح حضرت عمرؓ نے عثمان بن عفان علی ابن ابی طالب۔ زبیر طلحہ عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم پر مشتمل مشاورتی کمیٹی نامزد کر دی۔

طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۳۴۲

اس بارے میں البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۱۳۸ طبری ج ۵ ص ۳۴ پر بھی اس مضمون کو ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

جب حضرت عمرؓ سے صحابہؓ کرام نے اپنے بعد امام و خلیفہ کی نامزدگی کے بارے میں عرض کی۔ تو آپ نے حسرت سے یہ الفاظ بھی ارشاد فرمائے تھے کہ اگر آج ابو عبیدہؓ بن جراح زندہ ہوتے تو میں ان کو نامزد کر جاتا۔ کہ ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ **ابو عبیدہ امین هذه الامته** یعنی ابو عبیدہ اس امت کے امین ہیں۔ اگر اللہ قیامت کے دن پوچھتے تو میں عذر کرتا کہ اے اللہ میں امت اس کے سپرد کر کے آیا ہوں جسے تیرے پیغمبرؐ نے امین کہا ہے۔ اگر آج خالد بن ولید زندہ ہوتے تو میں انہیں نامزد کر جاتا کہ رسول اللہؐ نے ان کے بارے میں فرمایا تھا کہ **خالد بن ولید سیف من سیوف الله** اگر اللہ مجھ سے باز پرس کرتے تو میں عرض کرتا کہ میں امت کو تیری تلوار کے سپرد کر کے آیا تھا۔

گویا حضرت عمرؓ کا چھ ارکان پر مشتمل مشاورتی کمیٹی بنانا اس وجہ سے بھی تھا کہ خلافت کے لئے جو اعلیٰ معیار ان کی نظر میں تھا وہ تمام خوبیاں کسی ایک میں موجود نہ تھیں۔ اصحاب رسول کے نزدیک خلافت کے لئے ایک صورت نامزدگی کا جواز اجماعی مسئلہ رہا ہے۔

سیدنا عمر فاروقؓ کی شہادت کے بعد یہ بزرگ جمع ہوئے اور اولاً تین بزرگ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے اپنے آپ کو خلافت کے معاملہ سے الگ کر لیا۔ بعد میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے بھی خود کو اس معاملہ سے الگ کر لیا اور بقیہ دو ساتھیوں سے کہا کہ وہ اپنے سے بہتر کے حق میں دستبردار ہو جائیں۔ چنانچہ حضرت علیؓ و حضرت عثمانؓ دونوں نے خاموشی اختیار کی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے فرمایا کہ آپ اپنا معاملہ میرے سپرد کر دیں میں حق دار کے ساتھ ناانصافی نہیں کروں گا۔ چنانچہ انہوں نے اہل مدینہ سے خفیہ رائے لی۔ بڑوں سے جوانوں سے بچوں سے مدینے کے چرواہوں سے اور یہاں تک کہ پردہ نشین عورتوں سے پردہ کے پیچھے سے رائے لی۔

تیسرے دن مسجد نبوی میں اجتماع عام ہوا اور جملہ صحابہ کی موجودگی میں حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے ان کی بیعت خلافت کا اعلان کر دیا ان کے بعد حضرت

علیؓ نے بیعت کی اور پھر سارے اہل مدینہ نے بیعت کی اور پھر دربار خلافت سے صوبائی عاملوں کو ایک مراسلہ ارسال کر دیا گیا کہ مدینہ دارالحکومت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انعقاد ہو گیا ہے۔ آپ اپنے اپنے صوبے میں لوگوں سے بیعت اطاعت لے لیں اور اس حکم نامے پر عمل کیا گیا۔

حواشی ابو الکلام آزاد

زیر مطالعہ کتابوں پر

مرتب

سید مسیح الحسن

قیمت 150

اس کتاب میں مرتب نے مولانا ابو الکلام آزاد کے زیر مطالعہ کتابوں پر ان کے اپنے ہاتھ سے لکھئے ہوئے حواشی اور اشارات کو ترتیب دیا ہے۔ اہل علم و تحقیق کے لئے یہ ایک بنیادی کتاب ہے جس میں فلسفہ و مذہب، ادب و تذکرہ اور جغرافیہ و تاریخ جیسے موضوعات کی مختلف کتابوں پر مولانا آزاد کے اہم تنقیدی تبصرے شامل ہیں

مکتبہ قدوسیہ

غزنی سٹریٹ
اردو بازار
لاہور۔ پاکستان

خلافت چہارم :۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت کے بعد قاتلین عثمان آپ کے جانشین کی طرف متوجہ ہوئے چنانچہ مصری حضرت علیؓ کی طرف آئے کوفی حضرت زبیرؓ کی طرف اور بصرہ والے حضرت طلحہؓ کی طرف آئے اور انہیں خلافت کے لئے آمادہ کرنے لگے ان حضرات نے ان کی بیعت لینے سے انکار کر دیا۔ مگر حضرت علیؓ ان کے بار بار اصرار کی وجہ سے اپنے انکار پر قائم نہ رہ سکے اور انہوں نے بیعت خلافت لے لی۔ چنانچہ سب سے پہلے آپ کے ہاتھ پر اشتر نخعی معلون نے بیعت کی جو کہ قاتلین عثمان کا لیڈر تھا۔ ملاحظہ ہو

فرجعوا الی علی فالحوا علیہ واخذ الاشتر یدہ فبایعہ وبایعہ الناس واھل الکوفتہ یقولون اول من بایعہ الاشتر نخعی

ترجمہ :۔ پس وہ حضرت علیؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور پھر بیعت لینے کے لئے اصرار کیا۔ اور اشتر نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کر لی۔ پھر اور لوگوں نے بھی بیعت کر لی اور اہل کوفہ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے اشتر نخعی نے بیعت کی۔(البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۲۲۷)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے حضرت علیؓ کو ان سبائیوں کی بیعت قبول کرنے سے منع کیا تھا۔ ملاحظہ ہو

فانک واللہ لئن نھضت مع ھولاء الیوم لیحملنک الناس دم عثمان غدا۔ فابی علی

ترجمہ :۔ اگر آپ ان لوگوں کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے (بیعت خلافت لے لی) تو کل کو لوگ آپ کو خون عثمان کا ذمہ دار ٹھہرائیں گے۔ پس حضرت علیؓ نے (ان کے مشورے کو قبول کرنے سے) انکار کر دیا۔(طبری ج ۵ ص ۱۶۰)

بہرحال سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیعت خلافت مدینہ منورہ میں ہوگئی مگر قاتلین عثمانؓ کے بیعت کرنے کی وجہ سے مدینہ منورہ کی نصف یا اس سے کچھ کم و بیش آبادی نے آپ کی بیعت خلافت سے توقف کیا۔ ملاحظہ ہو

فان کثیرا من المسلمین اما النصف واما اقل او اکثر لم یبایعوا۔ ولم یبایعوا سعد بن ابی وقاص ولا ابن عمرو لا غیرھما

ترجمہ :۔ پس مسلمانوں کی کثیر تعداد نے یعنی نصف یا اس سے کچھ کم یا کچھ زیادہ لوگوں کی تعداد نے حضرت علیؓ کی بیعت نہ کی۔ نہ سعد بن ابی وقاصؓ نے۔ نہ عبداللہ بن عمرؓ نے اور نہ ہی دوسرے صحابہؓ نے۔(منہاج السنہ امام ابن تیمیہؒ ج ۲ ص ۲۳۷)

مزید ملاحظہ ہو

انہ لم یبایعہ طائفتہ من الانصار منھم حسان بن ثابت۔ وکعب بن مالک ومسلمتہ بن

مخلد و ابو سعید و محمد بن مسلمتہ والنعمان بن بشیر وزید بن ثابت ورافع ابن خدیج و فضالتہ بن عبید و کعب بن عجرۃ ۔

ترجمہ :۔ اور انصار کی ایک جماعت نے حضرت علیؓ کی بیعت نہیں کی۔ ان میں حضرت حسان بن ثابتؓ حضرت کعب بن مالکؓ حضرت مسلمہ بن مخلدؓ حضرت ابو سعیدؓ حضرت محمد بن مسلمہؓ حضرت نعمان بن بشیرؓ حضرت زید بن ثابتؓ حضرت رافع بن خدیجؓ حضرت کعب بن عجرہ شامل ہیں۔ (البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۲۲۸)

"جب حضرت عثمانؓ شہید ہو گئے تو انصار نے حضرت علیؓ کی بیعت کر لی ان میں سے تھوڑے لوگوں نے جن میں حضرت حسان بن ثابت' کعب بن مالک' مسلمہ' ابو سعید خدری' محمد بن مسلمہ' نعمان بن بشیر' زید بن ثابت' رافع بن خدیج' فضالہ بن عبید' کعب بن عجرہ شامل ہیں حضرت علیؓ کی بیعت نہ کی"

قاتلین عثمانؓ نے مدینہ طیبہ میں خوف و ہراس کی فضا پیدا کر رکھی تھی اور انہوں نے بعض اکابر صحابہؓ سے جبری بیعت بھی لی۔ ملاحظہ ہو

وعن سعد قال قال طلحتہ بایعت والسیف فوق راسی۔ فقال سعد لا ادری والسیف علی راسہ ام لا ۔ الا انی اعلم انہ بایع کارھا

ترجمہ :۔ سعد بن ابی وقاص بیان فرماتے ہیں کہ طلحہؓ نے کہا کہ میں نے (حضرت علیؓ) کی اس حالت میں بیعت کی تھی کہ تلوار میرے سر پر تھی۔ حضرت سعدؓ فرماتے ہیں میں نہیں جانتا کہ تلوار ان کے سر پر تھی یا نہیں۔ مگر یہ جانتا ہوں کہ انہوں نے مجبوراً بیعت کی تھی۔ (طبری ج ۵ ص ۱۵۴)

اوپر بیان کئے گئے حالات و واقعات سے یہ بات واضح ہو کر سامنے آئی کہ حضرت علیؓ کی بیعت خلافت غیر معمولی حالات و واقعات میں انعقاد پذیر ہوئی اور ان کے ہاتھ پر مدینہ کے لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے جو نصف کے قریب تھی اور مکہ مکرمہ میں حضرت عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا کی سرکردگی میں قصاص عثمانؓ کے لئے جمع ہونے والے صحابہ کرام و تابعین جن کی تعداد دس ہزار سے زیادہ ہے۔ پھر امہات المومنین نے حضرت علیؓ کی بیعت سے توقف کیا۔ اسی طرح حضرت امیر معاویہؓ کی سرکردگی میں پورا شام صوبہ جس میں آج کل شام' لبنان' اردن اور فلسطین کا علاقہ شامل ہے۔ حضرت علیؓ کی بیعت خلافت نہیں کرتا ہے۔ اس تمام تر کھلی حقیقت کے باوجود اہل سنت نے نہ تو حضرت علیؓ کے آئینی خلیفہ ہونے کا انکار کیا اور نہ ہی حضرت امیر معاویہؓ نے کبھی حضرت علی کی زندگی میں خود کو امیر المومنین کہلوایا۔ جبکہ اس کے برعکس جن بزرگوں نے امیر یزید کی بیعت ولی عہدی اور پھر بیعت خلافت سے توقف کیا۔ ان کی تعداد حضرت علی کی بیعت نہ کرنے والوں سے کہیں زیادہ کم

ہے اور وہ مقام و مرتبہ میں بھی ان کے مقابلہ میں نچلے درجے میں آتے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ حضرت علی کی خلافت آئینی اور راشدہ اور بے چارے مظلوم زمانہ یزیدؒ کی خلافت نادرست ٹھہری۔ کیا یہی اسلامی عدل و انصاف ہے؟

خلیفہ پنجم :۔ سیدنا علیؓ کو عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی نے کوفہ کی جامع مسجد میں خنجر مار کر زخمی کر دیا۔ آپ کے ساتھیوں نے آپ کے زخموں کو کاری دیکھتے ہوئے اس خیال سے کہ اب آپ بچ نہ سکیں گے عرض کیا۔ کیا ہم آپ کے بعد حضرت حسن کو خلیفہ بنا لیں۔ تو آپ نے فرمایا

ان جندب بن عبداللہ دخل علی علی۔ فقال یا امیر المومنین ان فقدناک ولا نفقدک فبایع الحسن۔ فقال لا امرکم ولا انہاکم

ترجمہ :۔ بے شک جندب بن عبداللہ حضرت علی کے پاس آئے۔ پس کہا اے امیرالمومنین اگر ہم آپ کو کھو دیں (آپ انتقال فرما جائیں) اور خدا کرے ہم آپ کو نہ کھوئیں۔ تو کیا ہم (آپ کے بعد) حضرت حسن کے ہاتھ پر بیعت کرلیں اس پر آپ نے فرمایا میں نہ اس بات کا حکم کرتا ہوں اور نہ ہی اس سے روکتا ہوں۔ (طبری ج ۶ ص ۸۵، البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۳۲۸، مروج الذہب ج ۲ ص ۴۲۵)

مذکورہ بالا حوالہ جات سے واضح ہوا کہ سیدنا علیؓ کے ساتھی باپ کے بعد بیٹے کا خلافت پر آنا جائز اور درست سمجھتے تھے۔ دراصل شیعان علیؓ پہ دریافت کر کے ان سے حضرت حسنؓ کے لئے وصیت یا نامزدگی چاہتے تھے۔ حضرت علیؓ حضرت حسنؓ کو نامزد نہیں فرماتے ہیں تو اس کی وجہ محض احتیاط ہے جس طرح حضرت عمرؓ نے احتیاطاً" حضرت عبداللہ بن عمر کو نامزد نہ فرمایا تھا ورنہ باپ کے بعد بیٹے کو خلافت کے لئے نامزد کرنا صحابہ کرام میں ایک اجماعی مسئلہ رہا ہے۔ (جاری ہے)

اظہار تعزیت

ممتاز اہل حدیث خطیب و مناظر مولانا محمد عالم سلفی جو کہ جامعہ مسجد اہلحدیث گجومتہ فیروز پور روڈ میں خطابت و امامت کے فرائض انجام دیتے ہیں ان کے جواں سال صاحبزادے ٹریکٹر کے ساتھ ایکسیڈنٹ میں وفات پا گئے ہیں۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون** ادارہ ان کے ساتھ تعزیت کرتے ہوئے دعاگو ہے کہ اللہ انہیں صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

۲۔ اہل حدیث یوتھ فورس کے مرکزی صدر حافظ محمد انور ساجد کے والد گرامی طویل عرصہ بیمار رہنے کے بعد وفات پا گئے ہیں۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون** ادارہ ان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ اللہ انہیں صبر کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)